فون نمبر — ۲۳۱۹

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں ابتک
مگر کیا غم کہ میری آستین میں ہے یدبیضا

یونانی آیورویدک اینڈ ہومیوپیتھک رجسٹریشن فرنٹ کا ماہانہ تحقیقی و معیاری آرگن

تجدید طب
علمبردار رجسٹریشن فرنٹ لاہور

جلد نمبر ۵ | اپریل — ۱۹۶۳ء | شمارہ نمبر ۳

جنگ رجسٹریشن میں ہمارے ساتھی
شفاء پاکستان حکیم ابوتراب شمشیر الحق خان صاحب

مدیر اعلیٰ
نقیب المعالج صابر ملتانی
بانی تحریک تجدید طب (پاکستان)

★

چندہ بمعہ خاص نمبر — پانچ روپے
فی پرچہ . . ۲۵ پیسے

★

پتہ امور معاملت
وکیل منیجر رسالہ رجسٹریشن فرنٹ عیسیٰ سٹریٹ فیض باغ لاہور

احیاء فن اور تجدید طب

دوسری اور آخری قسط

رجسٹریشن کے مخالفین کیوں؟

ہمارے صرف تین مطالبات ہیں (۱) رجسٹریشن سے قبل فرنگی طب کو طب قدیم سے خارج کر دیا جائے۔ (۲) رجسٹریشن میں طب قدیم کے لئے کم از کم وہی حقوق دیئے جائیں جو فرنگی طب کے لئے مقرر ہیں (۳) فرنگی طب (ڈاکٹری) کو ایک غلط اور عطایانہ (ان سائنٹیفک) طریقہ علاج تسلیم کیا جائے۔

جناب حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف سے ہمیں بھلائی کی امید تو نہیں ہے۔ لیکن اس لئے لکھتے ہیں کہ شاید ان کا ضمیر جاگ اٹھے اور وہ تقویٰ اور ایمانداری کے ساتھ اپنے خداوند حکیم کو خالق و مالک اور رازق سمجھیں اور فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی جیسے شخص کی غلط قسم کی شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چھوڑ دیں۔ کیونکہ وہ شخص تو مبادیات طب سے بھی واقف نہیں ہے اس نے طب قدیم کی مبادیات کو نہ سمجھتے ہوئے اس میں فرنگی طب کو اندھا دھند شامل کرنے کی کوشش کی ہے اس کی تمام شہرت فرنگی کی طرح تجارتی پروپیگنڈا ہے۔

جناب حکیم اشرف صاحب! اس فرنگی شفاء الملک نے ہر شخص کو طرح طرح کے لالچ دیئے ہیں۔ ہم پر بھی جادو چلائے ہیں کیا ہمارے ساتھ خواہشات نفسانی نہیں ہیں جو کچھ آپ کر رہے ہیں کیا وہ ہم نہیں کر سکتے؟ آپ سے زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں فرنگی شفاء الملک کا نام کیا۔ اس کی ذات کو جگہ جگہ استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ ہمارے قدم قدم پر سجدہ کرنے کو تیار ہے۔ وہ دو بار عاجزی سے معافی مانگ چکا ہے۔ لیکن وہ اپنی گندی قیادت و اندھی سیاست اور غلط قسم کے ساتھیوں کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ اس کو اپنا رازق اور طبی دنیا میں شہرت کا ذریعہ نہ بنائیں یہ عارضی شے ہے۔ جتنا آپ فن جانتے ہیں اور جہاں سے اپنے فن کی تعلیم و تربیت حاصل کی ہے۔ اس کا بھی ہمیں علم ہے۔ آپ فن کی جو خدمت کر رہے ہیں یا کر سکتے ہیں اس کا بھی ہمیں پوری طرح علم ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں وہی رب رازق اور رحمن و رحیم ہے آپ کی روٹیوں اور ضروریات زندگی کے لئے یہ دواخانہ کافی ہے۔ آپ بڑے حکیم نہ بھی مشہور ہوں کم از کم عزت کی زندگی گزار لیں گے۔ آپ نے مولانا مودودی صاحب کو (صحیح یا غلط وجہ سے) چھوڑ دیا۔ بہرحال آپ کے ذہن میں یہ بات ضرور تھی کہ مولانا اسلامی احکام کی اعلانیہ خلاف ورزی کرتے ہیں۔ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی بالکل قدیم طبی قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ بلکہ وہ قدیم طب کے مبادی قوانین تک سے واقف نہیں اس نے علم و فن طب قدیم سے ناواقفیت کی وجہ سے فرنگی طب کو فروغ دیا ہے۔ اس کی ساری عمر گمراہ ہے اور اب اس کے ساتھ ایک طب قدیم کا دشمن فرنگی حکیم مل گیا ہے جس کا نام علی احمد نیر واسطی ہے۔ یہ لوگ لالچی اور شہرت کے بھوکے ہیں۔ ان لوگوں نے جس طرح دولت اور شہرت حاصل کی ہے آپ خوب جانتے ہیں آپ بھی انہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ وہ اور ان کی جماعت زیادہ دیر تک ملک اور قوم کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ بہت جلد یہ عوام اور اہل فن کے سامنے ننگے کر دیئے جائیں گے اس وقت آپ کا کیا حشر ہوگا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں چند حقائق پیش کر دیئے ہیں اگر آپ کے اندر تقویٰ اور ایمان کا جذبہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو رب و رزاق اور رحمن و رحیم اور حاضر ناظر سمجھتے ہوئے ان حقائق پر غور کریں۔ اور پھر فیصلہ آپ کے ضمیر پر ہے۔

آپ نے ہماری کتاب جنگ رجسٹریشن کا مطالعہ نہیں کیا۔ اگر

آپ اس کو پڑھ کر غور کرتے تو آج ہمارے خلاف یوں غلط فہمی میں گرفتار نہ ہوتے۔ اور یہ سب کچھ ہمارے خلاف نہ لکھتے۔ خیر! ہماری کتاب "جنگ رجسٹریشن" کے مطالعہ کا آپ کے پاس وقت نہ ہو ہم آپ کی خدمت میں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں شاید حق بات آپ کے ذہن تک پہنچ سکے۔ قبول کرنا اور نہ کرنا آپ کے ضمیر پر منحصر ہے۔

ہمارے صرف تین مطالبات ہیں (۱) رجسٹریشن سے فرنگی طب (ڈاکٹری) کو قدیم طب سے خارج کر دیا جائے (۲) رجسٹریشن میں طب قدیم کو کم از کم وہی حقوق دیئے جائیں جو فرنگی طب کے لئے مقرر ہیں۔ (۳) فرنگی طب (ڈاکٹری) کو طب قدیم کے قوانین اور قواعد کے تحت ایک غلط (ان سائنٹیفک) اور عطایانہ (ڈکیٹری) طریق علاج تسلیم کیا جائے۔ ان تینوں مطالبات پر صرف ایک ہی دلیل کافی ہے۔ کہ فرنگی طب (ڈاکٹری) کے شمول کی وجہ سے طب قدیم کی شہرت و وقار اور قوت شفا کو نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے حقوق کم کر کے اس کو قدیم اور وحشیانہ طریق علاج کہا جاتا ہے۔ گویا ان سب باتوں کا ذمہ دار صرف فرنگی طب (ڈاکٹری) ہے۔ تو کیوں نہ اپنے دشمن سے پہلے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ اور اس کی ترقی و کامیابی اور فلاح و بہبود کی طرف قدم اٹھایا جائے۔ ہمارے سامنے بھارت کی مثال ہے۔ وہاں وید نے حقوق پر رجسٹرڈ ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اس کی ترقی و کامیابی اور فلاح و بہبود کے لئے فرنگی طب (ڈاکٹری) لازم قرار دے دی گئی ہے

ان حقائق کی روشنی میں رجسٹریشن طب قدیم پر غور کریں۔ اور پھر لکھیں ہم ہر پرچہ میں نہ صرف جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ پوری پوری وضاحت کرنا ہمارا فرض ہو گا۔ لیکن یاد رکھیں ادھر ادھر نہ بھاگیں۔ صرف مسائل کو سامنے رکھیں۔ پانچواں سال جا رہا ہے۔ مگر فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی کے گروہ میں کسی ایک کو بھی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ان کا جواب دے اور طب قدیم کے حامیوں اور فرنگی طب (ڈاکٹری) کے دشمنوں کی تسلی اور تشفی کر سکیں۔ آپ تو خیر کیا لکھ سکیں گے۔ آپ نے اپنی مدد کے لئے جناب حکیم یوسف حسن صاحب مدیر نیرنگ خیال کو ملازم رکھا ہے اب کسی اور کو بھی ملازم رکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب کے جواب ہم دیں گے اور آپ کی اچھی طرح تسلی کرتے رہیں گے۔ آپ کی راہ نمائی کے لئے ہم آپ کے سامنے فی الحال ایک مسئلہ رکھ دیتے ہیں۔ وہ ہے طب قدیم میں فرنگی طب (ڈاکٹری) کے شامل کرنے کا جواز یا دوسرے الفاظ میں طب قدیم میں فرنگی طب کی مدد سے تجدید طب اور احیاء فن کی حقیقت کیا ہے۔ جواب دینے کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کو یہ بھی بتلا دیتے ہیں کہ آپ بے شک جناب مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب سے لے کر اس وقت کے تمام اعلیٰ حیثیت کے صاحب علم اور اہل فن کے نظریات اور اصول برائے تجدید طب اور احیاء فن خصوصاً فرنگی طب کی قبولیت پر لکھ کر ثابت کر دیں کہ اس کے بغیر طب قدیم میں تجدید اور احیاء ناممکن ہے آپ کی معلومات میں اضافے کے لئے یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ آپ بیشک فرنگی ماڈرن سائنس سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ لیکن عوام اور اطباء کی معلومات کے لئے آپ ذرا سائنس کی تعریف و حدود اربعہ اور اس کے صحیح نتائج پر بھی روشنی ڈال دیں۔ اس طرح کی بحث میں فن کو بھی فائدہ ہو گا اور عوام بھی مستفید ہوں گے۔

آخر میں ہم آپ کو اس خدشہ سے بھی آگاہ کر دیں کہ ہم کسی کو گالیاں نہیں نکالتے پھر کسی حکیم (عقلمند) کو گالیاں نہیں نکالنی چاہئیں۔ البتہ جائز حد تک کسی کا کردار بیان کرنا گالیاں نہیں ہیں۔ مثلاً ہم کسی فرنگی کا حامی کہتے ہیں تو وہ بیشک ہم کو فرنگی کا دشمن کہہ دے۔ اگر ہم گندی قیادت اور اندھی سیاست کہتے ہیں۔ تو آپ ہی بتلائیے کہ اس گندگی اور اندھے پن کو ہم کن الفاظ میں لکھیں۔ جہاں تک کسی کو بے ایمان اور دھوکے باز لکھنے کا تعلق ہے ان کا مقصد حق و باطل کے امتیاز میں وضاحت کرنا ہے اگر اس حقیقت سے اتفاق نہیں کرتے تو پھر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آپ نے جن لوگوں سے جائز یا ناجائز، ذاتی اغراض یا دینی اغراض کے لئے جنگ لڑی ہے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذرا اس سلوک پر ٹھنڈے دل سے غور کر لیں جو جناب مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب سے کیا ہے ہم نہ ان کے حامی ہیں اور نہ ہی ان کی جماعت کے ممبر ہیں۔ لیکن آپ نے خداوند حکیم اور جناب رسول مقبول کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔ آج بھی المنیر اور المنبر کی فائلیں گواہ ہیں۔

اشارات

حلقہ جات تحریک تجدید طب

ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ میں کئی بار حلقہ تحریک تجدید طب لائلپور کی خبریں شائع ہو چکی ہیں جن میں حلقہ کی سرگرمیاں، ممبران کے انتخابات اور تحریک تجدید طب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جدوجہد شامل ہیں۔ ان کے علاوہ حلقہ لائلپور کی طرف سے اخبارات میں مضامین اور وہاں کے حامی رجسٹریشن کے جوابات اور پمفلٹ بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان سرگرمیوں اور فنی خدمات کو دیکھ دیگر شہروں اور علاقوں کے ممبران، خریداران اور ہمدردان تحریک نے لکھا ہے کیا ہم کو بھی اپنے اپنے شہروں اور علاقوں میں ایسے حلقہ جات قائم کرنے چاہئیں اور ان کے اغراض و مقاصد اور طریق کار کیا ہیں، کیونکہ تبلیغ اور اشاعت علم و فن تجدید طب کے لئے یہ صورت بہت مفید معلوم ہوتی ہے۔

دیگر شہروں اور علاقوں کے علاوہ خود لاہور شہر کے ممبران تشریف لائے جن میں جناب ڈاکٹر اختر حسین صاحب مالک پنجاب ہوٹل۔ جناب حکیم محمد عظیم صاحب مالک حجازی دواخانہ چوک دالگراں بریڈن روڈ اور جناب حکیم فقیر محمد سے قلندر صاحب قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے بھی قیام حلقہ تحریک تجدید طب پر کوئی ایک گھنٹے تک گفتگو کی اور اجازت چاہی اور طریق کار کے متعلق وضاحت طلب کی گئی۔

گزشتہ ہفتہ جناب حکیم حمید شمسی صاحب نیم کی چاڑی سکھر سے تشریف لائے اور ایک ہفتہ لاہور میں رہ کر نظریہ مفرد اعضاء کے تحت معلومات حاصل کرتے رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگرچہ سکھر میں جناب ڈاکٹر محمد مختار احمد صاحب کوثری کی زیر قیادت تبلیغ تحریک تجدید طب کا کام زور شور کے ساتھ شروع ہے لیکن وہاں پر باقاعدہ طور پر حلقہ کا قیام نہیں ہے اب انشاء اللہ تعالےٰ تحریک تجدید طب باقاعدہ حلقوں کی صورت میں قائم کر دی جائے گی۔

اسی طرح تحریک کا کام تو تقریباً تمام مغربی پاکستان میں انفرادی اور اجتماعی طور پر جاری ہے اور جو لوگ مختلف شہروں اور علاقوں سے تشریف لاتے رہتے ہیں تبلیغ و اشاعت میں مشغول ہیں اور روزمرہ فارم ممبری کا حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جو ممبران یہاں تشریف نہیں لا سکے وہ بھی بڑی تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل تو بہت طویل ہے۔ لیکن چند غیر معمولی کارکنوں اور فدایان تحریک کا ذکر نہ کرنا یقیناً دل کی بے چینی کا باعث ہوگا۔ لائلپور کا تفصیلی ذکر تو پھر بھی کریں گے کیونکہ اس وقت لائلپور اور اس کے گرد و نواح میں پانچ حلقے کام کر رہے ہیں ان کے علاوہ حکیم رحمت علی صاحب رحمت اور ان کے دوست حکیم باوجوہ صاحب ایک اور حلقہ کے لئے اجازت لینے آئے تھے اسی علاقہ لائلپور میں حکیم سید صادق علی صاحب اپنا جدا حلقہ تیار کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں جب رجسٹریشن کا زمانہ تھا انہوں نے غیر معمولی کام کیا ہے اور جنگ رجسٹریشن کو دور دور پہنچایا ہے۔ تفصیل بہت طویل ہے۔

کیمبل پور میں جناب حکیم صوفی علی اکبر صاحب جو کچھ تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں واقعی قابل تعریف ہیں انہوں نے رجسٹریشن کے سلسلہ میں اپنے گرد و نواح کے ممبران اسمبلی سے خاص طور پر ملاقاتیں کی ہیں۔ حکیم صاحب اپنی تمام خدمات کا سہرا جناب حکیم مختار خاں کے سر باندھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں جناب مختار خاں ایک ان تھک نوجوان ہیں اور انہوں نے بہت بھاگ دوڑ کی ہے۔ مگر حکیم صاحب موصوف کا جذبہ محبت فن اپنی جگہ پر قابل تعریف ہے۔ ممبران اسمبلی سے ملاقات کے سلسلہ میں خاص طور سے جو ملاقاتیں کی گئی ہیں وہ جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب صدر حلقہ لائلپور۔ جناب حکیم محمد صدیق صاحب شاہین مفتی فاضل جنرل سیکرٹری حلقہ لائلپور۔ اور احمد سعید صاحب یونانی طبیب لائلپور کی ایک قابل ذکر ملاقات ہے۔ جو جناب چودھری عزیز الدین صاحب ممبر قومی اسمبلی سے کی گئی ہے وہ ممبر ہیں جنہوں نے قومی اسمبلی میں رجسٹریشن بل پیش کیا ہے۔ تفصیل طویل ہے۔ البتہ ملاقات خوشگوار ماحول میں ہوئی اور

جناب چودھری عزیز الدین صاحب نے وفد کی بے انتہا عزت افزائی اور خاطر مدارات کی ہم ان کے شکر گزار ہیں اسی طرح لائل پور کے نوجوان کارکن حکیم محمد فیض رسول صاحب کا ذکر کئے بغیر بھی دل مجبور ہے۔ جس نے سب سے پیچھے رہ کر ہونے کے باوجود لائلپور میں بہت زیادہ ممبر سازی کی ہے۔ آپ جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ ماشاء اللہ بہت ذہین ہیں۔ یہ ذکر تو بہت طویل ہے وقتاً فوقتاً تفصیلات آتی رہیں گی۔ مقصد اس ذکر کا یہ ہے کہ جہاں یہ حلقہ قائم نہیں ہے وہاں پر بھی انفرادی اور اجتماعی طور پر تبلیغ و اشاعت کا کام ہو رہا ہے اب دوست احباب ممبران باقاعدہ حلقہ جات کے لئے دریافت کر رہے ہیں جن کا جواب درج ذیل ہے۔

قیام حلقہ جات:۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر شہر اور ہر علاقہ میں حلقہ جات کا قیام نہایت ضروری ہے کیونکہ ایک طرف یہ حلقہ جات تبلیغ و اشاعت کے مرکز ہیں دوسری طرف ان سے درس و تدریس اور تعلیم طب و نظریہ مفرد اعضاء کے تعارف سے مقصد حاصل ہوتا ہے۔ لیکن میں نے آج تک اس امر کو مدنظر رکھا ہے کہ کسی ممبر و خریدار اور ہمدرد تحریک کو نہ تو تبلیغ و اشاعت اور توسیع ممبراں و خریداری رسالہ کے لئے مجبور کیا جائے اور نہ ہی تحریک کی کامیابی و ترقی کے لئے چندوں کے لئے کہا جائے باوجود اس کے کہ حکومت تک کے کام چندوں پر چلتے ہیں اور ملک بھر کی چھوٹی بڑی انجمنیں تقریباً سب کی سب چندوں پر چلتی ہیں۔ لیکن میں نے ان باتوں کو ہمیشہ نفرت سے دیکھا ہے خاص طور پر دست سوال دراز کرنا ایک قسم کی بھیک مانگنا ہے ہم حکومت سے مانگنے کو گناہ سمجھتے ہیں۔ مانگنا صرف خداوند قدیر سے ہونا چاہئے۔ ان کے علاوہ ضمیر فروشی ہے اسی ذہن کے مدنظر ہمیشہ اس اصول اور عمل کو سامنے رکھا ہے کہ کسی ممبر و خریدار رسالہ اور ہمدرد تحریک میں حق بات کو اپنانے اس کی خدمت کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں کس کے اندر زیادہ جذبہ اور خلوص پایا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف حق و باطل کا یہی امتحان بھی ہے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ کام زیادہ ہو یا کم۔

حق و ایمان:۔ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ میں دنیا بھر کا طبی نظام بدل رہا ہوں اور جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں۔ وہ حق ہے اور حق کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ باطل پر غالب آتا ہے اور حق کے ساتھ حق تعالیٰ کی تمام کائنات و عناصر اور فرشتے نیک بندے ہوتے ہیں پھر حق کی تبلیغ و اشاعت کے لئے حق کے سوا کسی اور سے مدد مانگنی سنت الہیہ کے خلاف ہے اور ممکن ہے ایسا کرنے میں میری خواہشات کا بھی دخل ہو۔ اس لئے غیر حق سے طلب سوال کرنا شاید تحریک کے لئے باعث نقصان نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ حق کبھی بھی خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کرتا اگر ایسا ہو تو فوراً زمین و آسمان میں فساد پیدا ہو جائے اس لئے میں ہمیشہ صبر کے ساتھ اس امر پر منتظر رہتا ہوں کہ حق کا جذبہ خود دلوں میں بیدار ہو۔ اور تحریک صحیح بنیادوں پر رواں دواں ہو جائے اس لئے میں نے آج تک ان حلقہ جات کے قیام کے لئے زور نہیں دیا۔ اب پانچ سال کے بعد جب تحریک بہت حد تک ملک میں پھیل گئی ہے اور حلقہ جات کے قیام کے جذبات ہر شہر اور علاقوں میں ابھر اور ابل رہے ہیں اس لئے ہر شہر اور علاقہ میں ان حلقہ جات کا قائم ہو جانا بہت احسن اور انتہائی مفید ہے۔ بہت جلد یہی حلقہ جات بڑی بڑی طبی درسگاہوں میں تبدیل ہو جائیں گے یا ان کے تحت تبلیغ و اشاعت کے ساتھ علوم و فن تجدید طب کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

طریق کار قیام حلقہ:۔ جس قدر بھی ممبران اور ہمدردان کسی شہر اور علاقہ میں رہتے ہوں ان کو ایک اجتماع میں مل کر حلقہ کے اغراض و مقاصد پیش کر کے اپنا انتخاب کر لینا چاہئے اور انتخاب تمام اخبارات میں چھپوا دینا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے ماہانہ فیس نہ رکھیں۔ بلکہ صرف ایک ہی بار داخلہ کی فیس ایک روپیہ لے لینا کافی ہے۔ اگر ہنگامی ضرورت پڑے تو مالدار لوگ خود بوجھ برداشت کر لیا کریں مگر کسی کو مجبور نہ کیا جائے بیشک کام تھوڑا ہو یا بالکل رک جائے کسی کو ہرجانے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔ جو خود حلقہ کو مدد دے قبول کر لیا کریں

اغراض و مقاصد:۔ حلقہ کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو ہر ماہنامہ کی پشت پر لکھے ہیں۔ اور خاص طور پر (۱) نظریہ مفرد اعضاء کا

(باقی)

علم الامراض

امراض کے متعلق وہ تحقیقات جس کے علم سے یورپ امریکہ اور روس وچین تا حال بے خبر ہیں

امراض کی ماہیت تام، تقسیم و تشخیص و اسباب و علامات بانظریہ مفرد اعضاء

(از حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی)

تحقیقات اورام (انفلیمیشن Inflamation)

ورم میں درد کی اہمیت اور ورم میں دوسری علامات درد رکھتی۔ pain ہے درد کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ اگر ورم میں درد کی تکلیف نہ ہو تو مریض ورم کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ اور باقی تکلیف بہت حد تک برداشت کر کے پڑا رہتا ہے۔ بلکہ کاروبار میں مصروف رہتا ہے لیکن ورم کا درد ایک ایسی تکلیف ہے۔ جو قابل برداشت نہیں ہے اس لئے بعض معالج جن میں فرنگی ڈاکٹر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ درد کی تکلیف کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے ایسا کرنا نہ صرف غلط ہے بلکہ مریض پر ظلم کرنا ہے۔ ایسا علاج بالکل بے اصولا ہے۔ کیونکہ درد کی موجودگی اس امر کا اظہار ہے کہ سبب ورم قائم ہے۔ مثلاً جسم میں کسی جگہ کانٹا یا سوئی چبھ جائے تو اس سے جو درد ہوتا ہے اس کا علاج یہ نہیں کہ کانٹا یا سوئی نکالے بغیر وہاں کے درد کو مخدرات یا منشیات سے روکنے کی کوشش کی جائے جس کا نتیجہ نکلیگا کہ طبیعت مدبرہ بدن جو فطرۃً اس تکلیف کے علاج کے لئے مقرر ہے وہ اپنے کام سے غافل ہو جائے گی۔ اور فوری طور پر جس قوت اور حرارت سے اس ورم یا سوزش کا علاج وہ کرنا چاہتی ہے ختم ہو جائیگا یا رک جائے گا۔ گویا درد نہ صرف ایک قدرتی علاج کی صورت ہے۔ بلکہ علاج کا معیار بھی ہے۔ جس کے قیام سے پتہ چلتا ہے کہ وقت وہاں پر ورم و سوزش اور مرض موجود ہے اس لئے علاج میں صرف درد کو روکنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ورم اور سوزش کو اصولی طور پر رفع کرنا چاہئے۔ جس سے پہلے درد ہی کا ازالہ ہوتا ہے

درد کی حقیقت: درد کی حقیقت یہ ہے کہ مقام ورم کی عروق شعریہ میں خون حد اعتدال سے زیادہ آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہاں سوزش ہوتی ہے۔ جو بذات خود ایک ہلکی قسم کا درد ہے اس کی جلن ہی دوران خون کو اس طرف تیز کر دیتی ہے ساتھ ہی ساتھ مائیت خون بھی تراوش کرتی رہتی ہے۔ اس طرح خون کے دباؤ کی زیادتی رگوں کے پردوں پر پھیلے ہوئے اعصاب تک کو دب جاتے ہیں اور درد کرنے لگتے ہیں۔ لیکن جو اعضاء زیادہ نرم ہو جاتے ہیں۔ ورم پر کم دباؤ کے سبب درد کم ہوتا ہے۔ جہاں پر اعضاء سخت اور جلد تنی ہوئی ہوتی ہے۔ وہاں پر زیادہ دباؤ کے باعث درد سخت اور اکثر درد چبھن کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ذات الجنب (پلیورسی) میں ہوتا ہے۔

دردوں میں جو مختلف اقسام صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اسکی وجہ درد کا مختلف اعضاء میں ہونا ہے۔ جیسے اعصاب میں درد کے ساتھ چیونٹی چلنے کی خارش اور اکثر ناقابل برداشت بلکہ بعض وقت بیہوشی کی صورت ہوتی ہے۔ غدد (گلینڈز) ... میں جلن کے ساتھ درد ہوتا ہے۔ جیسے ذات الجنب (پلیورسی) اور سوزاک (گانوریا) وغیرہ میں اسی طرح عضلات اور حجاب میں چبھک اور مروڑنے والا درد ہوتا ہے نرم و سخت اعضاء کے مقابلہ میں پستانوں اور گردوں کے دردوں اور

گالوں اور ماتھے کے دردوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہ اول الذکر مقام نرم ہیں اور ثانی الذکر سخت مقام ہیں۔ جہاں پر زیادہ رطوبت اکٹھی نہیں ہو سکتی اور درد میں شدت ہوتی ہے۔ دردوں کی دوسری وجہ خون اور رطوبات کی کمی بیشی ہے اور ان کا گرم اور سرد احساس ہے یعنی جہاں خون کا دباؤ ہوگا۔ وہاں پر درد شدید ہوگا۔ اسی کو عام طور اطباء گرمی کا درد کہتے ہیں اور جہاں پر خون کی رطوبات تراوش پا کر دباؤ پیدا کر دیں وہاں پر درد کم مگر بوجھ زیادہ ہوگا۔ ایسے دردوں کو اطباء نے بلغمی اور سردی کا درد کہا ہے۔ یہ وہ تحقیقات ہیں ان کو ذہن نشین کر لیں۔ فرنگی طب (ڈاکٹری) ان حقائق سے واقف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہڈیوں کے درد شدید اور توڑنے والے ہوتے ہیں کیونکہ ہڈیوں کے غشاء کے نیچے رطوبات کا اجتماع ہوتا ہے اس سے خون کا اجتماع درد میں شدت پیدا کرتا ہے۔

بعض درد اپنے مقام سے دور معلوم ہوتے ہیں جیسے جگر اور طحال کے درد اور سوزش کندھوں میں اور پھیپھڑوں کے درد اور سوزش اور گردوں کے نیچے اور پیچھے۔ گردوں کے درد اور سوزش رانوں کے اندر بلکہ بعض وقت پوری ٹانگ اور پاؤں تک محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح مثانہ کی درد اور سوزش خصیوں اور پیشاب کی نالی تک چلے جاتے ہیں اور تولی میں رحم کے درد اکثر کمر اور سر میں محسوس ہوتے ہیں اور اکثر مستقل صورت اختیار کر لیتے ہیں اس لئے کسی صورت میں بھی دردوں میں اس وقت تک روکنے کی کوشش نہ کریں جب تک اس کی اصل وجہ معلوم نہ کر لیں ورنہ اگر درد کو فوراً روک دیا گیا۔ تو سوزش اور ورم مزمن صورت اختیار کر لیتے ہیں اور جب تک پھر ان دردوں کو پیدا نہ کیا جائے ان کا آرام نہیں آسکتا۔ کیونکہ دردوں میں یہ خوبی ہے کہ وہ وہاں پر خون کو کھینچ کر مقام کو گرم رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ بخار چڑھا دیتے ہیں بخار کی آگ دوزخ کی بھٹی ایسی نوے فیصدی امراض کا علاج ہے۔

درد کی صورتیں:- درد کی صرف تین صورتیں ہیں۔ (۱) آرام اور سکون کی حالت میں ورم کے مقام پر درد محسوس ہو۔ اور جب کچھ حرکت کی جائے تو درد میں آرام معلوم ہو اس قسم کا درد اعصابی ہوتا ہے۔ (۲) آرام اور سکون کی حالت میں مقام ورم پر درد نہ ہو سکون رہے مگر معمولی سے معمولی حرکت پر یا مقام ورم کو ذرا سا بھی چھوا جائے تو درد کا فوراً احساس ہو اس قسم کا درد غدی ہوتا ہے (۳) درد کا احساس صرف اسی وقت ہوتا ہے جبکہ مقام ماؤف پر دباؤ ڈالا جائے۔ یا اس کو حرکت دی جائے۔ البتہ بعض دفعہ خفیف دباؤ یا خفیف حرکت درد کا احساس نہیں ہوتا لیکن شدید دباؤ یا زیادہ حرکت سے درد کا احساس ہونے لگتا ہے اس قسم کا درد عضلاتی ہوتا ہے۔

نوٹ:- اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ درد کا اندازہ بڑے اور چھوٹے ورم سے نہیں ہو سکتا بلکہ اس میں اگر جس قدر سختی ہوگی اسی قدر درد زیادہ ہوگا اور جس قدر نرمی ہوگی درد کم ہوگا یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ جس قدر سوجن زیادہ ہوگی درد کم ہوگا۔ جس قدر سوجن کم ہوگی درد زیادہ ہوگا۔ کیونکہ ابتدا میں رطوبات کے ترشح سے درد میں کمی ہوتی ہے۔ یہی مقام ہے جس کو درد رع کہتے ہیں۔

دردوں میں کمی بیشی:- ان حقائق سے یہ حقیقت پورے طور پر جان لیں کہ درد کی زیادتی ایسے مقام پر ہوگی۔ جہاں پر اعصاب کی زیادتی اور انسجہ کی سختی پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کان کا درد اور دانت کا درد دیگر دردوں سے زیادہ اور ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ کان میں اعصاب کی زیادتی اور دانتوں اور مسوڑھوں میں زیادہ سختی پائی جاتی ہے وہاں پر انسجہ بہت زیادہ پھیل نہیں سکتے اور ان مقامات پر جب بھی خون کا ذرا سا دباؤ بڑھ جاتا ہے درد شدید ہو جاتا ہے۔

دوسرا تجربہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ کی پشت پر جب بھی کوئی بھڑ وغیرہ ڈنگ مارتی ہے۔ تو وہاں پر ورم بہت زیادہ اور نمایاں طور پر ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی درد فوراً کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پشت دست کی بجائے اگر کف دست میں کوئی بھڑ وغیرہ ڈنگ مارے تو وہاں پر ورم نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ مگر درد زیادہ ہوگا۔ ان دردوں کی کمی بیشی کی وجہ بیان کر دی گئی ہے۔ تاکہ معالج اورام کے دردوں کو رفع کرتے ہیں مقام اور اصول علاج کو مدنظر رکھیں اور فوراً درد کو مخدرات اور مسکنات سے کم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ اصولی طور پر اورام کا علاج

حقیقت الاشیاء

تحقیق و تدقیق اور ریسرچ صرف یورپ و امریکہ اور روس نیچیوں کا ہی حق نہیں ہے

تحقیقات علم الادویہ

(حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی)

عقل و قیاس اور تجربات و مشاہدات کی بالتفصیل تشریح

جس طرح عقل کے فیصلے غلط ہو سکتے ہیں جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں بالکل اسی طرح ہمارے مشاہدات میں بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں جب مشاہدات صحیح نہ ہوں تو پھر عقل کے فیصلوں کا غلط ہونا یقینی ہی یقینی بات ہو سکتی ہے اس لئے مشاہدات پر کلی طور پر یقین کر لینا صحیح نہیں یا کم از کم اس وقت تک ایسی شرائط پوری نہ کر دی جائیں۔

جاننا چاہیے کہ ہمارے مشاہدات حواس خمسہ ظاہری کے محتاج ہیں مثلاً اگر کسی کے منہ کا ذائقہ تلخ ہو وہ اگر میٹھا بھی چکھے گا تو اس کا ذائقہ تلخی لئے ہوگا۔ اسی طرح صفرا زدہ انسان کو ہر چیز زرد ہی نظر آئے گی۔ کان کی ذرا سی سوزش بھی اچھے بھلے شیریں نغموں کو سننا برداشت نہیں کر سکتے۔ نزلہ کا مریض کبھی صحیح خوشبو کا احساس نہیں کر سکتا تلخی و شیرینی کا احساس ہر ذہن کی تربیت پر منحصر ہے۔

حواس خمسہ کے علاوہ مشاہدات کی تصدیق کے لئے اشخاص و اقوام کے علم و تجربات اور اسباب ماحول کا جاننا اور سمجھنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ مختلف قسم کے علم و تجربات اور اسباب ماحول کے تحت مشاہدات میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے جس طرح کسی شخص کی بے علمی اور نا تجربہ کاری غلط نتائج پیدا کر دیتی ہے اسی طرح بدلے ہوئے اسباب و ماحول بھی خیالات بدل کر رکھ دیتے ہیں مثلاً کیفیات و مادہ اور صورت کے بدل جانے سے مشاہدات کے اثرات و افعال اور شکلیں بدل جاتی ہیں اس لئے مشاہدات کو ہمیشہ اپنے علم و تجربات اور اسباب و ماحول کے تحت قلمبند کرنا چاہیے تاکہ نتائج صحیح پیدا ہوں۔ مشاہدات کے یہی اختلاف ہیں جن کی وجہ سے مختلف اشخاص و ممالک اور علوم و فنون میں جدا جدا نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً پھلوں کو دیکھ لیں ان کے متعلق مختلف ممالک، اقوام اور علوم و فنون میں مختلف مشاہدات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کھجور و سیب اور نارنجی وغیرہ مختلف ممالک میں اکثر اپنی شکل و صورت بلکہ اثرات و افعال میں بھی بدلے ہوئے ہوتے ہیں یہی حال مختلف اقسام کی اغذیہ اور ادویہ میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ مشاہدات کے متعلق مولانا ڈپٹی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی معلومات ملاحظہ فرمائیں کتاب مبادی الحکمت میں لکھتے ہیں۔

"مشاہدات یعنی وہ معلومات جو انسان ظاہری حواس کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے بدیہی (یقینی) ہیں اور کسی دوسرے ثبوت کے محتاج نہیں۔ مثلاً پیتل کا برتن سامنے رکھا ہوا ہے اور ہم کہیں کہ یہ پیتل زرد ہے، ہوا چل رہی ہے اور ہم کہیں کہ ہوا گرم ہے تو یہ باتیں بدیہی ہیں اور اگر کوئی ان کا ثبوت چاہے تو یہ خود اپنا ثبوت ہیں اور ہمیشہ جملہ استدلال بعد تفتیش و کاوش کے اسی طرح کی باتوں پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ کیونکہ جب کسی مقدمہ بدیہی پر پہنچے استدلال منقطع ہوا لیکن غور کر کے دیکھا تو بعض مرتبہ بدیہیات میں بھی غلطی واقع ہوتی ہے۔ موجودات کو ہمارے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق سے ایک کیفیت ہمارے ذہن پر طاری ہوتی ہے۔ اسی کیفیت کو تصور اور اسی کو علم کہتے ہیں بعض چیزیں آنکھ کے سامنے آنے سے ہمارے ساتھ تعلق پیدا کرتی ہیں۔ بعض مرتبہ ہم ان کو چھوتے اور دیکھتے ہیں

بعض دفعہ ان کو منہ میں رکھ کر مزا لیتے ہیں یہ سب اقسام ہیں اس تعلق کے جو ہم موجودات کے ساتھ پیدا کرتے ہیں۔ از بسکہ ہر ایک چیز سے کچھ نہ کچھ کیفیت ضرور ہم پر طاری ہوتی ہے۔ تو حقیقت میں ہمارا علم اس چیز کے وجود کا تابع ہے یا یہ کہ وجود اشیا سبب ہے ہمارے علم کا اور چونکہ معلول سے علت کو پہچاننا ہمارا دستور ہے ہم کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کسی چیز کی جو کیفیت ہمارے ذہنوں میں ہے وہ واقع بھی ہے۔ ورنہ ہمارے ذہن نے کہاں سے اخذ کی۔ بعض حکماء کا یہ مقولہ تھا۔ کہ اشکال ہندسی یعنی سطح خط۔ نقطہ دائرہ جیسی کتاب اقلیدس میں مذکور ہیں فی الواقع موجود ہیں مقلدِ فیثاغورس نے دیکھا۔ کہ آگ کی ماہیت کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔ سوچنے سے اتنا البتہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ کچھ بڑی عظمت کی چیز ہے۔ اور ہمارے ذہنوں میں اس کی وقعت کا ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ فی الواقع اس کو کائنات عالم میں بڑی عظمت حاصل ہے اس واسطے ان لوگوں نے کرہ آتشی کا وجود تسلیم کر لیا اور یوں سمجھے کہ آسمان باعتبار تفاوت ترکیب آتشی منتظم ہیں اس غلطی نے اسی حد پر بس نہیں کی اور آگے پاؤں پھیلایا یہاں تک کہ گویا ذہنی کیفیتوں کو وجود اشیا کا سبب ٹھیرا لیا۔ اور جس کے تصور سے عاجز ہوئے تو یہ سمجھا کہ واقع میں اسکا وجود نہیں مسمرزم اور فری میسن کے وجود میں نجومیوں کا کلام ہے سبب کیا کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا اور کہتے ہیں اگر کچھ بات ہوتی تو ہم بھی تو سمجھتے۔

لقمان حکیم وجود خدا پر یہ دلیل لایا کرتا تھا کہ بھلا سب چیزیں تو مادے سے بنی ہیں مادہ کیونکر بنا ایسا تو ممکن نہیں کہ خود اس نے اپنے تئیں بنا لیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ مادہ کا کوئی خالق ہے اور ضرور ہے کہ وہ بڑا دانشمند بھی ہو۔ ورنہ جو عقل سے خالی ہو وہ آدمی جیسے دانشمند مخلوق کیونکر پیدا کر سکتا ہے اور قرین قیاس نہیں کہ دنیا با ایں عمدگی خود بخود ہو گئی ہو۔ اس تمام تر دلیل کا ماحصل یہی ہے کہ جو کچھ ہماری سمجھ میں نہیں آتا وہ واقع میں نہیں ہے

زمین کے سکون پر متقدمین حکماء کو یہ استدلال تھا کہ زمین وسط میں جو ہے اور سب طرف سے اس کا بعد یکساں ہے ایسی حالت میں کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ زمین کو کسی سمت میں حرکت ہو تو کیوں ہو۔ اس تمام بیان سے حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ہر چیز کے واسطے ایک سبب کا ہونا اور واقعات کی ہمرنگی۔ ان دونوں باتوں نے انسان کی طبیعت کو ایسا کر رکھا ہے کہ جب کوئی واقعہ اس روبرو پیش آئے فوراً اس کو سبب کی جستجو ہو۔ اور چند واقعات مماثل دیکھ کر وہ کلیات کی طرف ترقی کرے مثلاً گردش زمین پر ہم استدلال کریں کہ زمین کا سایہ جس کی وجہ سے چاند گہنایا جاتا ہوا نظر آتا ہے چاند پر گول پڑتا ہے اور جس چیز کا سایہ گول ہو۔ وہ خود گول ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ زمین گول ہے۔ اس میں صغریٰ (نتیجہ) تو ہمارے مشاہدے کا ہے رہا کبریٰ وہ بھی ہے تو نتیجہ مشاہدہ مگر تعمیم لئے ہوئے۔ کیونکہ ہم نے گول ملنے کی چیزیں بہت دیکھی ہوں گی۔ سو۔ دو سو یا ہزار دو ہزار تا ہم حکم کلی صادر کرنا محض مشاہدہ پر نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسری دلیل پر مبنی ہے۔ وہ کیا ہے۔ واقعات کی ہمرنگی اس طور پر کہ لاکھ گولی۔ توپ کے گولے۔ امرود۔ انار وغیرہ کے سائے کو ہم نے دیکھا اور گول پایا۔ باقاعدہ استدلال آتی ہم نے گول سایہ دیکھ کر اصل چیز کے گول ہونے پر استدلال کیا۔ ابھی تک ہمارا حکم انہیں افراد میں محصور ہے جو ہم نے دیکھیں۔ اب ہمارے ذہن نے آگے ترقی کی کہ اتنی مثالوں میں ہم سائے کی گولائی کو اصل کی گولائی کا تابع پاتے تھے تو ہمرنگی واقعات مقتضی ہے کہ اور مثالیں جو ہماری نظر سے نہیں گزریں ان میں بھی یہی قاعدہ جاری ہو۔ جب ہمارے ذہن نے یہ تعمیم پیدا کر لی تو بعد کو اگر کوئی ان چیز سامنے آ جائے تو وہی حکم عام جاری کر دینے میں ہم کو تامل نہیں ہوتا ۔

(باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۲)

کیا اس سلوک کو گالیاں کہا جا سکتا ہے پھر آپ کی کمال دیدہ دلیری یہ ہے۔ گالیوں سے ڈرتے ہیں۔ اور اسی پرچے میں تین بڑے اداروں کے سربراہوں کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ یہ آپ کی عبادت ہے تاہم اس قسم کے مغالطے یا تو قلت علم پر مبنی ہیں یا کم علم حضرات کو متوحش کرنے کی خاطر عمداً ظاہر کئے جاتے ہیں۔" آپ خود ہی فرمائیں کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔ (صابر ملتانی)

آفتاب آمد دلیل آفتاب

طب فرنگ کا شیش محل

"فرنگی طب ایک ایسی بھینس ہے جس کا منہ اور اگلے پیر پاکستان میں ہیں اور وہ چارہ یہاں سے کھاتی ہے۔ لیکن اس کے پچھلے ——— پیر یورپ میں ہیں۔ دودھ بھی یہیں کو پھر بھی یورپ ہی کو دیتی ہے۔"

(مرتبہ:- احمد سعید یوسفی ۲۲۶ اے پیپلز کالونی لائلپور)

خراب توشی، کثرت بیداری شب، بناسپتی گھی، خشک بسکٹ یا بغیر مکھن کے بنی ہوئی گھٹیا قسم کی پیسٹری، کثرت چائے نوشی اور مسلسل سگرٹ کا استعمال جسم کی رطوبات اصلیہ کو ختم کر دیتا ہے۔ اس دفتری زندگی، مغربیت، مشقت، گرانی، دولت کمانے اور جمع کرنے کا لالچ رہی سہی مسرتوں کو رخصت کر دیتا ہے۔ پھر مرے کو مارے شاہ مدار فرنگی ادویات اور طریق علاج موجودہ قسم کے ٹی بی کی تکمیل کر دیتا ہے اور اس طرح جسم کے کسی حصہ میں معمولی قسم کی سوزش بالآخر فرنگی طرز زندگی اور فرنگی ادویات و علاج سے موجودہ ٹی۔ بی بن جاتی ہے انگریزی ادویات اکثر و بیشتر زہروں، نشہ آور اشیاء اور تیزابوں سے بننے کے علاوہ خراب اور سپرٹ میں تیار ہوتی ہیں۔ اور اتنی بدمزہ ہوتی ہیں کہ اگر براہ راست خون میں نہ داخل کی جائیں یا کیپسول میں بند نہ ہوں یا ان پر کھانڈ نہ چڑھی ہو تو ایک مریض بھی حلق سے نیچے اتارنے پر آمادہ نہ ہو۔ اور اگر کاروباری مصلحتوں کے پیش نظر ان ادویات کی طبعی بدبو یا ذائقوں کو قابل برداشت بھی بنا دیا جائے تو وہ مرکب اصولاً غلط ہو جاتا ہے کہ اضافی اشیاء کی مرض سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہوتی اور اس طرح اصل نسخے کے اثر و خواص میں فرق کا پڑ جانا لازم ہے۔ بدمزگی اور بدبو سے قطع نظر یہ کیمیائی۔ مخدراتی اور

سرد علاقوں کے رہنے والوں کو موجودہ قسم کے ٹی۔ بی تک پہنچانے میں بھرپور سہارا دیتی ہیں۔ کیونکہ جو مرض بھی فرنگی طرز زندگی اور فرنگی ادویات کے استعمال سے پیدا ہوا ہے وہ فرنگی طریق علاج سے دور ہونے کی جگہ اور بڑھے گا۔ اور اگر خوش خوراکی۔ آب و ہوا کی تازگی وغیرہ کے باعث مریض جلدی موت سے ہمکنار ہونے سے

بچ بھی جائے تو اس کی باقی زندگی خوف، ہراس، پابندیوں اور صدہا نعمتوں سے محرومیوں کی زندگی ہوگی۔ اس مرض میں گرفتار ہونے سے پہلے زندگی کی اطمینان و سکون بخشتی راحتوں اور مسرتوں کی طرف وہ کبھی بھی نہیں دیکھتا۔ اور اگر وہ شادی شدہ ہے بیوی جوان ہے تو کسی ہسپتال سے فراغت کی سند حاصل کر لینے کے بعد بھی بیوی اس کے لئے شجر ممنوعہ کی طرح ہوتی ہے اگر دو سال کے بعد بھی دو چار دن بخار ہو گیا ہے تو ہر ڈاکٹر بلا سوچے فوراً مریض پر شجر ممنوعہ کے قریب جانے کا الزام لگا دے گا۔

ان ادویات کے مہلک اثرات صرف مریضوں ہی کیلئے برا ان ہوا نہیں بلکہ اگر غلط تشخیص کی وجہ سے کسی تندرست آدمی کو ٹی۔ بی کا مریض قرار دیکر ٹی۔ بی کی ادویات شروع کرا دی جائیں۔ تو وہ ٹی۔ بی میں مبتلا ہو جائیگا۔ کیونکہ زہریلی نشہ آور تیزابی ادویہ پارہ۔ گندھک۔ سنکھیا۔ دھتورہ۔ افیون بھنگ۔ کاربالک ایسڈ۔ کریاذوٹ۔ کونین اور اسپرین وغیرہ وہی امراض پیدا کرونگی جن کو دور کرنے کیلئے انہیں دیا جاتا ہے فرنگی ڈاکٹروں نے سب سے بڑی زیادتی یہ کی ہے کہ حمیات مزمنہ یا پرانے بخاروں کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا اور ہر اس بخار کو جو ان کی اپنی مفروضہ اور متخیلہ میعاد سے بڑھ جائے۔ ٹی۔ بی کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ کئی کئی سال کے پرانے بخار معمولی غذائی اور گھریلو نسخوں سے دور ہو جاتے ہیں

نہیں ہوتے۔ لیکن فرنگی ڈاکٹروں کی سمجھ میں اگر موسمی ملیریا، ٹائیفائیڈ کے علاوہ اور کسی بخار کی گنجائش نہ ہو۔ تو پھر وہ جو علاج شروع کریگا۔ وہ ٹی۔ بی کا ہوگا۔ اور ٹی۔ بی کو فرنگی سرمایہ دارانہ دواسازی نے وہ ہوّا بنا دیا ہے کہ ٹی۔ بی کا نام سنتے ہی ڈاکٹر کی فیس اور ادویات کی گرانی اور نایابی اور علاج سے جلدی فراغت جیسی خیال فکر باتیں فوراً ہی خارج از مشکم

جاتی ہیں۔ جس طرح سزائے موت سننے کے بعد قاتل کے ورثا خرچ اخراجات کی سوچ سے فارغ ہو جاتے ہیں، اسی طرح مریض کے ورثا جو کسی طبیب کے سامنے پیٹ کو اور اجواسی

کھلا خط

(حکیم عبدالرحیم اشرف۔ مدیر ماہنامہ "راہنمائے صحت" لائلپور کے نام)

محترمی! السلام مسنونہ۔

میرا خیال تھا کہ آپ بہت ہی عالی دماغ اور وسیع النظر طبیب ہیں لیکن "راہنمائے صحت" بابت ماہ مارچ میرے خیالات کی تردید کر دیا ہے۔ مذکورہ شمارہ کے صفحہ ۱ پر آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ بدترین قسم کی دروغ گوئی ہے۔ آپ نے "روشن مستقبل" اور جرمن میڈیکل کالج پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اگر کسی ماہر قانون کا مشورہ طلب کر لیا ہوتا۔ تو شاید آپ کو یہ غیر آئینی حرکت کرنے کی جرأت نہ ہوتی آپ سند فروشی کے خلاف پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اور گلا پھاڑ کر ساری عمر چلاتے رہیں کسی کو کوئی اعتراض نہیں، آپ عطائیت کو دو دو من وزنی گالیاں دیتے رہیں، آپ پر کسی کو گلہ نہ ہوگا۔ لیکن جب کبھی کسی خاص ادارہ اور شخصیت کو ہدف ملامت بنانا ہو تو حکیم صاحب اس کے لئے بہت بڑے دل گردے کی ضرورت ہوتی ہے آپ نے "راہنمائے صحت" کے ذریعے ادارہ جرمن میڈیکل کالج اور "روشن مستقبل" پر جو الزامات عائد کئے ہیں انہیں میں نے اپنی ہی نہیں بلکہ اپنے معاونین اور ان اداروں سے وابستہ ہزاروں پرستاران علم و فن کی توہین سمجھا ہے اور میں ان تمام مکروہ اور گھناؤنے الزامات کی پر زور الفاظ میں تردید کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ میری توہین اور تضحیک سے آئندہ گریز کریں اور اپنے خود ساختہ الزامات کو واپس لیں۔

بصورت دیگر آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کے حق کو محفوظ سمجھتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر سند فروشی کو بہت برا سمجھتا ہوں اور اس قسم کے کاروبار سے نہ صرف نفرت کرتا ہوں بلکہ لعنت بھی بھیجتا ہوں۔

جرمن میڈیکل کالج یقیناً ایک باوقار ادارہ ہے اور اس کے منتسبین کو اپنی اس درسگاہ پر فخر ہے۔

میں سادہ لوح طبیبوں کو انگریزی ادویات کے استعمال کے حقوق دلانے کا لالچ دیکر ہزاروں روپے نہیں بٹورے۔ میں نے دیسی ادویات کو انگریزی نام دے کر بھولے بھالے عوام کو دھوکا نہیں دیا۔ میں نے طب مشرق کی عظمت کی قسمیں کھا کر سر درد کو دور کرنے کے لئے اسپرو، اسا ویڈان، انلجین کی ٹکیوں کو پیس کر پڑیوں کی شکل میں فروخت نہیں کیا۔

میں نے رجسٹریشن کے خلاف محترم صدر پاکستان وزرائے مملکت اور ممبران اسمبلی کے نام میمورنڈم نہیں بھیجے۔

ان تمام باتوں کے برعکس میری ہمدردیاں اتحاد الاطباء کے لئے وقف ہیں۔

ان حالات میں اگر آپ اور آپ جیسے نام نہاد خادمان فن کے قلم طبی رسائل میں استعمال ہونے والے اخباری کاغذ کی بدوضع اور کھردری سطح پر خواہ مخواہ پھسلتے رہے تو یاد رکھیں کہ اتحاد الاطباء کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

آج آپ کے سامنے ایک "صابر ملتانی" ہے کل اور بھی بہت سے "صابر" پیدا ہو سکتے ہیں اور یاد رکھیں کہ خادم بھی "صابر" ہے

جناب صابر ملتانی میرے محترم ہیں، وہ جو کچھ بھی کہتے ہیں سو فیصدی درست ہے اور میرا ان سے قطعی اختلاف نہیں۔ محض اتحاد کی خاطر میں نے اعلانیہ کسی گروہ کی مخالفت نہیں کی یہ اتحاد و اتفاق کا جذبہ ہی ہے کہ میں نے محترم صابر ملتانی کو ہمیشہ صلح جو رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن ہم سب متحد ہو جائیں گے۔ اور وہ وقت یقیناً بہت نزدیک ہے جب جناب دہلوی۔ جناب قریشی۔ جناب شمس الحق اور جناب صابر ملتانی اور عتیقی صاحب کو شیر و شکر دیکھیں گے لیکن ایسا دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اور آپ جیسے دیگر حضرات اپنی سیاسی دوکانداری چمکانا بند کر دیں اور دوسروں کا غم کھانے کی بجائے اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

آخر میں ایک بار پھر پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ نے جرمن میڈیکل کالج اور ماہنامہ "روشن مستقبل" کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے ۴۴ اس کی "راہنمائے صحت" میں تردید کریں تاکہ ہماری صفوں میں انتشار پیدا نہ ہو بصورت دیگر نتائج کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ (خادم فن۔ حمید صابر [illegible])

جملہ حقوق محفوظ ہیں نام کے ساتھ ہر شخص شائع کر سکتا ہے

یقینی علاج اور بے خطا مجربات

(حکیم انقلاب العلاج صابر ملتانی)

جنسی قوت کا بیان

جنسی قوت و تکمیل اور جذبہ و شوق کی تشریح بہت مشکل امر ہے ذرا بھی تفصیل سے کام لیا جائے تو اس میں عریانی اور ننگا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اخلاقاً بری بات ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ قوت ہر مرد و عورت میں پائی جاتی ہے اس کے جذبہ و شوق کے ساتھ تکمیل بھی ہر انسان بلکہ ذی الروح کو بھی کرنی پڑتی ہے اس دنیا میں یہی ایک قوت ہے جس کے لطف اور فرحت کے لئے وہ زندہ ہے جیسا کہ ابتدائی مضمون میں ذکر کر دیا گیا ہے اسی قوت کی خرابی اور کمزوری اکثر پیدا ہوتی رہتی ہے جس کا ذہن نشین کرانا نہایت ضروری اور اہم ہے۔ لیکن اس کا بیان نہایت احسن طریقہ سے ہونا چاہئے کیونکہ اس قوت کی تسکین اور زندگی کی تکمیل کے لئے اقتصادی معاشی اور معاشرتی قیدیں بھی ضروری ہیں اور یہ سب علم و اخلاق اور مذہب کی روشنی اور انوار کے تحت ہونا چاہئے اگر ایسا نہ کیا گیا تو حاصل زندگی تمام کا تمام یہی جنسی قوت رہ جائیگی خصوصاً بچے اور نوجوان ہیں تو اس قوت کو اس انداز میں پیش کرنا چاہئے کہ اگر اس قوت کو بغیر ضرورت استعمال کیا گیا تو لطف و شوق اور ضرورت کے وقت یہ حالت نہیں رہے گی اور ایسی قوت سے وہ محروم ہو جائیں گے جیسے خصی دنیا کی یہ زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ اور اسی طرح عمر رفتہ لوگوں کو تاکید کر دینی چاہئے کہ جنسی جذبہ و شوق اور جوانی کی رنگینیوں اور ولولوں کو سامنے نہ رکھیں۔ کیونکہ بڑھاپا یا کمزوری اس کا ساتھ نہیں دے سکتی اگرچہ اس عمر میں گزشتہ تجربات و واقعات اور عشق و محبت کی داستانوں نے ذہن کو ذخیرہ بنا دیا ہوتا ہے۔ بلکہ جوانوں کو بھی اعتدال کی تعلیم دینی چاہئے جس کے لئے یہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔

یہی بچے و جوان اور بوڑھے صحیح معنوں میں قوم ہوتے ہیں بچے جدید اور صحیح معنوں میں قوم کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں جوانوں پر قوم کے قیام کا بوجھ ہوتا ہے۔ اور بوڑھوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہوتی ہے اگر یہ تمام جنسی قوت کی بے راہ روی میں گرفتار ہو گئے تو قوم نہ کمال کو پہنچے گی اور نہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکے گی جس سے نہ صرف آزادی و معاشرت کی حفاظت مشکل ہو جاتی ہے بلکہ اقتصادی اور معاشی ترقی بھی رک جاتی ہے اس لئے جنسی جذبہ و شوق اور قوت کا بیان اس انداز میں ہونا چاہئے کہ اس کی اہمیت و ضرورت اور علاج و تکمیل کا ذکر تو ہو جائے مگر اس میں عریانی و ننگا پن اور بے راہ روی پیدا نہ ہونے پائے۔

قرآن میں جنسی الفاظ

قرآن حکیم نے جنسی جذبہ اور شوق کیلئے بھی الفاظ کا استعمال کیا ہے مگر اس میں انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے مثلاً رفث الی نسائکم (رغبت کرنا اپنی بیویوں کی طرف) (۲) باشروھن (عورتوں سے ملنا) معاشروھن بالمعروف (مقررہ طریق پر بیویوں سے ملنا) بعض جگہ تشریح و افعال الاعضاء کے بیان میں ذرا زیادہ تشریح اور تمنا کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ہر جگہ تہذیب و تمدن اور ثقافت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ کہیں بھی بے راہ روی سے کام نہیں لیا گیا ہے اور نہ ہی عورت و مستور کا دامن چاک کر کے عریانی کا جھلک ظاہر کی گئی ہے بلکہ پھر بھی کوئی ماں باپ اپنی نوجوان اولاد کو یہ مقام خود نہ پڑھایا جا سکتا ہے اور نہ پوری تشریح کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ نعوذ باللہ تعالیٰ ان مقامات میں کوئی بڑی بیان نہیں کی گئی بلکہ ان اذکار میں توجہ اور دھیان یقیناً جنسی اعضاء قوتی اور جذبات و لطائف کی طرف چلا جاتا ہے اس جنسی تذکرہ کو الفاظ میں بند کرنا بہت مشکل ہے۔ خود جنسی الفاظ چاہئے

وہ اعضاء و قویٰ کے متعلق ہوں یا جذبہ اور شوق کا اظہار کریں بہرحال توجہ اور تخیل کی دنیا میں پابندیاں نہیں لگائی جا سکتیں اس لئے قرآن حکیم نے ایسے الفاظ کو استعمال کیا ہے جو زیادہ سے مہذب اور با اخلاق ہیں جن کے ساتھ علمی و فنی حیثیت سے وہ نہ صرف جنسیات پر دلالت کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی تشریح اور تفسیر کے اندر بے شمار اسرار و رموز سے بند ہیں جن کو اپنے مقام پر بتایا جائیگا۔ جن کے نتیجہ میں صحیح اور حقیقی جنسی تعلیم و فن حاصل ہو سکتا ہے۔

جنسی جذبات کی ضرورت و تکمیل لازم

جنسی جذبات کی ضرورت ہر تندرست مرد عورت میں لازماً پائی جاتی ہے اور اس کی صحیح یا غلط طور پر تکمیل بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی ضرورت کا احساس طرح کریں جیسے انسان پانی کی پیاس میں کرتا ہے۔ یعنی پیاس کم و بیش ضرور لگتی ہے مگر کبھی بھی بغیر ضرورت پانی نہیں پیا گیا۔ اول تو بغیر ضرورت کوئی پیتا ہی نہیں اگر پی بھی لے تو یقیناً نقصان دیتا ہے جی متلاتا ہے اور طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ یہی صورت دیگر ضروریات زندگی کے متعلق بھی ہے کہ اگر ان کو بغیر ضرورت استعمال کیا جائے تو یقیناً نقصان رہ جاتی ہیں یہ تو ہے پانی اور ضروریات زندگی کا حال جو ہم تحصیل بدن کے لئے اپنے جسم میں لے جاتے ہیں۔ جن سے ہمارا خون بنتا اور پیدا ہوتا ہے وہ بغیر ضرورت نہ صرف اندر جذب نہیں ہوتیں بلکہ صحت کو بگاڑ دیتی ہیں۔ اب اس شے کا اندازہ لگائیں جو جسم انسان کے اندر سے خارج ہو اور وہ بھی اس خون کا جوہر ہو، جس پر نہ صرف انسانی زندگی کا دارومدار ہے۔ بلکہ جسم انسان اسی سے قائم اور صاف ہوتا رہتا ہے یہ وہ جوہر ہے جس کو منی (انگریزی میں SEMEN) کا نام دیا گیا ہے بغیر ضرورت و وقت اور مقام کے اس کا اخراج کرنا [illegible] اپنے کمزوری و بیماری اور موت کی دعوت دیتا ہے۔ اور وہ لوگ انتہائی غلط فہمی میں گرفتار ہیں جو جنسی ضرورت پوری کرنے کے لئے وقتی طور پر غذا و ادویات اور جذباتی اشیاء کا سہارا لیتے ہیں۔ یعنی ننگے و عریاں مناظر و تصاویر دیکھتے ہیں عریاں اور گندی کہانیاں سنتے ہیں۔ عریاں اور ننگی عورتوں میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔

کم عمر اور دوشیزہ لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں اور اس مقصد کے لئے بالکثرت شراب استعمال کرتے ہیں۔ بعض امراء کے متعلق تو یہ سنا گیا ہے کہ ان کے لئے روزانہ ایک دوشیزہ اور شراب کی بوتل ہونی چاہئے اور ایسے نوابی قسم کے امراء تو اکثر پائے جاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کم از کم ہر مہینہ ایک دوشیزہ ہونی چاہئے اور یہ کیا بات ہوئی کہ سال کے سال بھی کلینڈر نہ بدلا جائے۔ یہ باتیں صرف اس لئے کی جاتی ہیں۔ جنسی جذبہ و شوق اور قوت کو بھڑکایا جائے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اعضاء جو تحریک جذبہ و شوق پیدا کرتے ہیں جن سے منی نکلتی ہے وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور تحریک شباب رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے۔ پھر انہی کمزور اعضاء کا اثر دیگر اعضاء جسم اور خون پر پڑتا ہے جس سے اول شباب ختم ہوتا ہے۔ پھر صحت تباہ ہوتی ہے اور آخر میں انسان قبل از وقت موت کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔

جنسی قوت کیلئے وقت و مقام ہے

جنسی جذبہ و شوق جو انسانی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے بچپن میں اس کے ذہنی قوت و نشو و نما اور تعلیم و حفظ کے کام آتا ہے اگر اس کی نگرانی نہ کی گئی تو نہ منی قوت و نشو و نما اور تعلیم و حفظ نہ صرف نامکمل رہ جاتے ہیں بلکہ بالکل کمزور ہو جاتے ہیں۔ اسکولوں ہی نہیں بلکہ گھروں میں بھی بچوں کے جنسی جذبہ و شوق کی حفاظت نہیں کی جاتی ان کے سامنے اکثر انسانی و حیوانی نمونے آجاتے ہیں یا سکولوں کے بڑے لڑکے یا گھروں کے نوکر یا نوکرانیاں بچوں کو اپنے ہاتھوں پر ڈال لیتے ہیں جس سے ان کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ریڈیو کے گانے سینما میں جنسی جذبہ و شوق کے سین اور فلمی رسالوں کی تصاویر اور گانے وغیرہ خفیہ جذبات کو بھڑکا دیتے ہیں۔ خاص طور پر فرنگی زنانی تہذیب نے ملک بھر میں عریانی پیدا کر دی ہے۔ (باقی آئندہ)

طبی رجسٹریشن کے صحیح حل کے لئے
جنگ رجسٹریشن کا مطالعہ کریں
قیمت دو روپے

اتحاد الاطباء کے ڈھول کا پول

مسلسل ۱۰

نیا جال لائے پرانے شکاری

جو لوگ علم و فن طب کو جلد از جلد اپنے کمال پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ اول فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی اور فرنگی حکیم سید علی احمد نیرؔ واسطی کو طبی دنیا سے نکال باہر کریں۔ کیونکہ نہ صرف علم و فن طب کے غدار بلکہ پوری قوم کے لئے دھوکے باز ہیں۔ غدار ان معنوں میں کہ انہوں نے علم و فن طب قدیم کے بیادیات چھوڑ کر فرنگی طب کو اختیار کر لیا ہے۔ جو طب قدیم کے قوانین کی رو سے غلط ہے۔ اور دھوکے باز اس صورت میں ہیں۔ کہ مصیبت کے وقت وعدے کرتے ہیں۔ اور ذاتی اغراض کے لئے پھر جاتے ہیں۔ ان کا اعتبار کرنا علم و فن طب بلکہ پوری قوم و ملک کو نقصان پہنچانا ہے۔

ابھی آٹھ بجکر کچھ منٹ ہی ہوئے تھے کہ کمرے کے باہر سے آوازیں آنے لگیں۔ قرشی صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ شاید مکان سے باہر کچھ آدمی ان کے انتظار میں کھڑے کر دیئے گئے ہوں۔ بس ابھی کار سے اترے ہی تھے کہ خبر اندر پہنچ گئی۔ بس فرنگی حکیم نیرؔ واسطی اور دیگر خوشامدی اس کے استقبال کے لئے بھاگے اور اپنے حلقہ چاپلوسی میں کمرے کے اندر لائے ان کے آنے پر میرے سوا تمام اطبا کھڑے ہو گئے میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ فرداً فرداً ہر ایک نے اس سے ہاتھ ملایا۔ آخر میں ہاتھ میری طرف بڑھا دیا میں نے بھی بیٹھے ہوئے رسماً ہاتھ بڑھا دیا۔ مجھ سے ہاتھ ملا کر بیٹھ گئے اور ساتھ دیگر اطباء بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ علیک سلیک اور خیریت طرفین کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کھانے کے لئے کہا گیا۔ فوراً نوکروں نے کھانا اندر پہنچانا شروع کر دیا۔ کھانا سامنے سجایا گیا نفاست و تہذیب اور تمکنت کو خاص طور پر مدنظر رکھا گیا۔ کیونکہ ان اطباء کا کھانا تھا جو طبی سیاست کے پہلوان تھے جن میں فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی بذات خود شریک تھے۔ فرنگی حکیم نیرؔ واسطی کا اس پر اثر ڈالنا ضروری تھا۔ کیونکہ وہ چند دن ہوئے اس کے ہاں کھانے گئے تھے اور نمونہ بھی دیکھ آئے تھے بہرحال کھانے میں بہم انداز سے لذت و لطافت اور وقار و شان کو مدنظر رکھا گیا ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ فرنگی حکیم نیرؔ واسطی کو اس امر کا پورا احساس ہے کہ اطباء کو کیا کھانا کھلانا چاہیئے سو وہ موجود تھا۔ البتہ تمام کھانے کے دوران میں ڈاکٹر فراڈ کا قیمتی قیمے کی ٹکیوں کے لئے پریشان رہا وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے خود پلیٹ کی ٹکیاں کھانے کے بعد باری باری تمام پلیٹوں کی ٹکیوں پر ہاتھ صاف کرتے میری طرف بھی تھوڑا تھوڑی بڑھائیں مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میری پلیٹ میں پڑی ہیں کھانے کے دوران میں لطیفہ بازی شروع رہی۔ ہلکے ہلکے تبسم سے کر قہقہوں تک کی صدائیں پیدا ہوئیں فرنگی شفاء الملک حکیم قرشی اپنے اثر ڈالنے کے لئے اکثر علمی لطیفے جھاڑتے ہیں جو ان موقعوں کے لئے انہوں نے یاد کئے ہوئے ہیں اور ان کے لطیفوں پر مہاشہ عتیقی کا کھل کھلانا اور چہکنا قابل دید ہوتا ہے۔ تاکہ دوسرے بھی اس کے ساتھ داد میں شریک ہوں۔ خوشامد کی حد ہو گئی کہ فن کو تذلیل کے مقام تک پہنچا دیا گیا۔ حکیم نیرؔ واسطی حسب معمول فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی کے پاس بیٹھے۔ رفتہ رفتہ ان کو مزید کھانے اور حسب پسند اشیاء پیش کرتے رہے۔ جب فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی نے دریافت کیا کہ آپ بھی تو کھائیں۔ کیوں نہیں کھاتے۔ تو فرمانے لگے آپ کو کھلا کر خوش ہو رہا ہوں۔ دراصل برسوں سے ہاضمہ خراب ہے جس کی دراصل وجہ یہی ہے کہ نہ کھانے کا ڈھنگ آتا ہے اور نہ پینے کے طریقے

سے واقف ہیں۔ اور اس طرح یہ دو پیشی ہو جاتی ہے۔ حیرت ہے کہ ایک لکھنوی طبیب ہو تو کھانے پینے کے انداز سے بالکل ناواقف ہو اب بوڑھا طوطا کیا سیکھے گا۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد چائے کے لیے دوسرے کمرے میں چلنے کو کہا گیا۔ دوسرا کمرہ پہلے کمرے کے بالمقابل تھا جس کی سیڑھیاں اسی چھوٹی سی گلی میں تھیں۔ یہ سیڑھیاں چھوٹی ہی تھیں۔ مگر پیچ در پیچ تھیں ان میں تین چکروں کے بعد ایک جانب بڑا مگر تنگ دروازہ تھا جس پر اندر کی طرف سرخ ریشمی نفیس پردہ پڑا ہوا تھا۔ پردہ اٹھا کر جب اندر داخل ہوئے تو یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ مگر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا جگہ جگہ سرخ ریشمی نفیس پردے لٹکے ہوئے تھے صوفوں پر بھی یہی کپڑا اڑھا ہوا ہوا تھا۔ جو بڑے سلیقے سے رکھے ہوئے تھے ساتھ ہی چند خوشنما کرسیاں بھی پڑی ہوئی تھیں۔ حیرت تو اس بات کی تھی ایک بے ڈول اور بے ہنگم شخص جس کو بیٹھنے اٹھنے اور بولنے چالنے کا سلیقہ نہیں ہے اور کھانے کھانے پینے کے طریقے تو اس کو اب زندگی بھر نہیں آئیں گے اس چھوٹے سے کمرے کو دلہن کی طرح سجایا ہوگا۔ انہی کے ایک ساتھی سے سجاوٹ کی تعریف کرتے ہوئے اس انداز سے پوچھا کہ بھائی! حکیم صاحب کے نوکر تو باکمال معلوم ہوتے ہیں کہ انہوں نے کمرہ تو بڑے ٹھاٹھ سے سجایا ہے کہنے لگے شاید آپ کو معلوم نہیں نوکر خاص لکھنؤ کا ہے۔ گھر بار اور دواخانہ کی نگرانی ان کے ذمہ ہے بلکہ جو چائے آپ پی چکے ہیں اور کھانا کھا چکے ہیں وہ سب اسی کا کمال ہے۔ ابھی وہ نوکر افسوس کرتا ہے کہ حکیم صاحب اس کی مرضی کے مطابق اس کو خرچ کرنے نہیں دیتے اکثر کنجوسی کرتے ہیں اور اس پر بدذوقی کا الزام بھی لگاتے ہیں۔ ورنہ یہاں وہ ٹھاٹھ ہوتا۔ جو اکثر نوابوں کے ہاں بھی مشکل سے نظر آتا ہے۔

تمام اطبا مناسب جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور وہ "ڈاکٹر فراد کا پتر" پھر بھی میرے پاس بیٹھا۔ مگر میں اس کا مقصد پھر بھی نہ سمجھا۔ خیر! تھوڑی دیر میں اسی تنگ دروازے کے بالمقابل ایک ویسا ہی دروازہ کھلا۔ سرخ ریشمی نفیس پردہ ہٹایا گیا۔ ایک چھوٹی سی ٹی ٹرالی (چائے رکھی) بڑے ڈرامائی دشمری اور رومانی انداز میں اندر داخل ہوئی۔ جن لوگوں نے ویسی ٹی ٹرالیوں کو دیکھا ہوا ہے وہ اس کے حسن و شان سے واقف ہیں۔ اس کے اوپر کے حصے میں چائے اور دودھ سے بھرے ہوئے برتن اور نچلے حصے میں کیک پیسٹری اور بسکٹوں سے لدے ہوئے تھے۔ ٹرالی میں چائے کو بڑے انداز کے ساتھ تیار کر کے سب کو دیا گیا۔ افسوس صوفوں اور کرسیوں کے سامنے چھوٹی ٹیبلز نہیں تھی چائے کی پیالیاں ہاتھوں پر اٹھانی پڑیں۔ اور دوسرا افسوس یہ ہے کہ کھانے کے بعد کی چائے ایک خاص قسم کی چائے ہوتی ہے۔ جس کی تلیور (خوشبو) خاص ہوتی ہے۔ اور دودھ رنگ جاتی ہے۔ وہ عام چائے نہیں ہوتی جو اکثر چائے بیچی دی جاتی ہے یہ تو بالکل ہی گھٹیا قسم کی لپٹن تھی۔ جس کو واسٹ لیبل کہتے ہیں جن لوگوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کا مضمون چائے کے متعلق پڑھا ہے [illegible] میں ان کی خاص چینی چائے وائٹ جاسمین کا ذکر ہے وہ چائے کی اہمیت اور اس کے پینے کے انداز جانتے ہیں۔ بہرحال وہ بے معنی چائے زہر مار کر لی گئی۔ اس کا ٹی ٹرالی میں ہونا اس لیے بھی باعث ذلت تھا۔ خدا جانے فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی اور حکیم فیض حکیم فیضی نے کیا خیال کیا ہوگا۔ کیونکہ اس امر میں شک نہیں ہے۔ نفاست اور لطافت اور ذوق کے معاملے میں دونوں ایک اونچا مقام رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں فرنگی شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی کا وہ مقام ہے کہ لکھنوی عورتیں شرما جائیں۔ سبحان اللہ کیا ادائیں ہیں گویا ہر حرکت ہر کلمہ ایک ادا ہے دوسرے ان کی ان اداؤں اور حرکات کو علم و فن طب کا کمال سمجھتا ہے۔ لیکن ذرا غور کیا جائے تو بناوٹ سامنے آ جاتی ہے۔ لیکن انداز میں فرق نہیں آنے دیتے۔ ان کا یہ کمال ان کے ایک سپوت اور شاگرد نے بلکہ اب تو رشتہ دار کہنا چاہیے انہوں نے حاصل کیا ہے۔ وہ ہیں میرے محترم دوست حکیم عبدالمجید ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ آج کل شاید راولپنڈی میں ہیں۔ حیرت ہے۔ باوجود پنجابی ہونے کے لکھنویوں سے بڑھ کر نزاکت اور نفاست کے انداز پیدا کر لیے ہیں۔ (باقی آئندہ)

تنقید و تبصرہ

نام کتاب :- رازِ شباب
سائز :- ۲۰×۳۰/۱۶
حجم :- صرف ۳۰ صفحات
سرورق :- سادہ سفید مگر پرکشش
مرتبہ :- جناب حکیم نند لال صاحب نارنگ (بی اے)
قیمت :- پچاس پیسے
پتہ :- پنجابی دواخانہ مقام مہم ضلع رہتک (مشرقی پنجاب)

ایک بہت ہی چھوٹی سی کتاب مگر فوائد و اثرات میں بہت ہی زیادہ اور کامیاب ہے اگر اس طرح کی چھوٹی چھوٹی مفید و موثر عوام کے لئے بلکہ مبتدی اطباء اور وید صاحبان کے لئے بھی لکھی جائیں تو بہت کامیاب ثابت ہو سکتی ہیں۔ ابتداء میں لکھا ہے

"سوشل سدھار نکتہ نگاہ سے صرف شادی شدہ حضرات اور بالغوں کے ذاتی مطالعہ کے لئے مشتہر کی نابالغ بچوں کے ہاتھ میں کتاب ہرگز نہ دی جانی چاہئے"

نیچے بجینٹ کے تحت لکھا ہے۔

"ان بھولے بھٹکے مسافروں کے لئے جنہوں نے تلاش منزل کے لئے منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے اپنا متاع زندگی کھو دیا ہے"

پھر ضروری نوٹ کے نیچے لکھا ہے

جنسیات ایک پیچیدہ مضمون ہے۔ ذرا سا تجاوز بھی عریانی ہو جاتا ہے۔ اور مضمون نگار قانونی خلاف ورزی کے شکنجے میں جکڑ لیا جاتا ہے ضرورت ہے کہ صنعتی طبی اور سوشل سدھار نکتہ نگاہ سے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ بلا لیس منتشی نوجوانوں کی صحیح رہنمائی

ہو سکے۔ پیش لفظ میں لکھتے ہیں :-

موجودہ دور میں جب کہ ہم مسلسل جدوجہد سے حاصل کی گئی آزادی کی بنیادوں کو مستحکم بنانے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور صنعتی و اقتصادی ترقی کی راہ پر رواں دواں ہیں ہمیں نوجوانوں سے جو کہ ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

اگر ہمارے نوجوان لڑکپن ہی میں خط نفسانی کا شکار ہو کر رہ گئے اور قوم و ملک کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو نہ سمجھا یا تو ہم اپنی نومولود آزادی کی حفاظت کیونکر کر سکیں گے اور اپنے ملک کی اقتصادی شاہراہوں پر کیسے سرپٹ دوڑ سکیں گے۔

زیر نظر کتابچہ کو حتی الامکان فحاشت سے بہت دور رکھ کر طبی اور صنعتی نکتہ نگاہ سے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور نوجوانوں کو اپنا مستقبل تباہ نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ تو نوجوان ہی لگا سکتے ہیں کہ میں اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں۔ چند ایک ضروری نسخے جو کہ میرے آزمودہ ہیں بھی دیئے گئے ہیں۔ نوجوان طبقہ یقیناً اس سے فیضیاب ہو سکتا ہے (حکیم نند لال نارنگ)

اس کے بعد مضامین کا سلسلہ شروع ہوتا ہے (۱) ہمارا فرض (۲) تعلیم و تربیت (۳) عالم شباب (۴) جوانی کے دشمن۔ پھر اس کے تحت جلق اغلام صحبت بد۔ منشی اشیاء۔ مباشرت۔ غلط فہمیاں۔ جلد بازی۔ بے حسی درج ہیں (۱) اور آخر میں (۵) مضمون خیالات کا صحت پر اثر درج ہے تمام مضامین بڑی کوشش سے لکھے گئے ہیں۔ لیکن نسخوں میں کوئی جدت نہیں ہے۔ وہی قدیم گھسے پٹے ہیں۔ جن کی ترمیت بھی محل نظر ہے۔ اگر یہ نہ دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔ ان کے لئے علم و فن طب پر بڑے عبور اور تجربات کی ضرورت ہے۔ اول امراض و علامات کی حقیقت کو متعین کرنا چاہئے اور پھر ان کیفیات و مزاج اور اخلاط کے تحت نسخہ جات ترتیب دینے چاہئیں وہی وجہ ہے کہ سالہا سال گزر چکے ہیں۔ امراض و

علامات کی تشریح طبی اچھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ان کا یقین نہیں کیا گیا۔ تاکہ صحیح طور پر ان کے لئے علاج و مجربات پیش کیا جا سکے ہم جناب حکیم صاحب کی خدمت میں گذارش کریں گے۔ کہ اس مفید کتابچہ کی تکمیل کے بعد اس کی زیادہ سے اشاعت کریں تاکہ عوام اور طبی دنیا اس کے فوائد اور اثرات سے مستفید ہوتے رہیں۔

نام رسالہ :۔ پیغام صحت
سائز :۔ ۲۲×۲۹
حجم :۔ ۴۸ صفحات
سرورق :۔ مصور اور خوشنما۔
کاغذ :۔ اخباری
سالانہ چندہ :۔ مبلغ تین روپے
ایڈیٹر :۔ جناب حکیم اقبال حسن صاحب یزدانی
پتہ :۔ ادارہ پیغام صحت دہمراز دواخانہ۔
سلامت محلہ موہنی روڈ لاہور

جناب حکیم اقبال حسن صاحب طبی صحافت کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ ان کی ادارت میں پہلے ماہنامہ "اسرار حکمت" نکلتا تھا۔ چند در چند وجوہات سے اس کو بند کر دینا پڑا اب نئے نام سے ایک اور ماہنامہ جاری کر دیا گیا ہے جو بالکل اپنے گزشتہ ماہنامے کے نقش قدم پر رواں دواں ہے۔ ممکن ہے ان کی یہ روش ان کے خریداروں کو پسند ہے یعنی مافوق عادات مضامین اور مجربات کے عجیب و غریب نمونے نظر آتے ہیں۔ جو واقعی پڑھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ البتہ علمی اور فنی دنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں فرنگی شفا رالملک سے بہت ڈرتے ہیں۔ ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے اگر ان کا احساس کمتری ختم ہو جائے۔ تو وہ آدمی بڑے کام کے ہیں۔

بقیہ اشارات

ذہن نشین کرانا اور اس کے تحت تشخیص و علاج اور ادویات کے متعلق باہمی تبادلہ خیالات کرنا اور تبلیغ و اشاعت اور ممبری سازی کے لئے مفید اور عمدہ بہتر تجویزیں اختیار کرنا۔ اطباء کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے۔ انکو فرنگی ڈاکٹروں پر فوقیت اور کامیابی حاصل ہوگی۔ اور فرنگی ڈاکٹروں کو یہ تاکید کریں کہ غلط طریقہ علاج چھوڑ کر ملک و قوم اور طب و فن کی صحیح خدمات کریں۔ نیز ان میں وہ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ اس علم و فن سے واقف نہیں ہیں جن سے آپ لوگ واقف ہیں اور آپ ان تمام باتوں سے واقف ہیں۔ جن سے دیگر اطباء اور فرنگی ڈاکٹر واقف ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو دن دوگنی اور رات چوگنی کامیابی ہوگی۔ کیوں کہ آپ کے پاس صحیح علم و فن اور نورانی حق و صداقت ہے دوسرے معالج آپ کے ساتھ شریک ہوں گے۔ لیکن آپ کا کوئی ممبر آپ سے جدا نہیں ہوگا۔ یہی حق و باطل کا معیار ہے۔ (صابر ملتانی)

اشاعت خاص

تحقیقات فارماکوپیا

ایک ایسی بے نظیر تحقیقاتی اور علمی کتاب جس کا جواب ماڈرن دنیا پیش نہیں کر سکتی گویا طبی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے۔ در اصل یہ کتاب فرنگی طب کو زبردست چیلنج ہے۔ اس میں فارماکوپیا پر تحقیقات پیش کی گئی ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ طب قدیم کا فارماکوپیا صحیح اور فطری قوانین کے مطابق ہے۔ جس کو نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس فرنگی فارماکوپیا غلط اور قانون فطرت کے مطابق نہیں ہے۔ اس کتاب میں جو مجربات پیش کئے گئے ہیں ان کا مقابلہ فرنگی طب اکثری نہیں کر سکتی۔ اس میں تجدید طب پاکستان کا راز ہے

قیمت :۔ سات روپے (سٹ)

ملنے کا پتہ :۔

ناصر شکیل منیجر ماہنامہ رجسٹرڈ فرحت فیض باغ لاہور

پرنٹر پبلشر حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میکلوڈ روڈ لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

علامات کی تشریح طبی ابھی لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ان کا یقینی نہیں کیا گیا۔ تاکہ صحیح طور پر ان کے لئے علاج و مجربات پیش کیا جا سکے ہم جناب حکیم صاحب کی خدمت میں گزارش کریں گے۔ کہ اس مفید کتابچہ کی تکمیل کے بعد اس کی زیادہ سے اشاعت کریں تاکہ عوام اور طبی دنیا اس کے فوائد و اثرات سے مستفید ہوتے رہیں۔

نام رسالہ :- پیغام صحت

سائز :- ۲۹×۲۲

حجم :- ۴۸ صفحات

سرورق :- مصور اور خوشنما۔

کاغذ :- اخباری

سالانہ چندہ :- مبلغ تین روپے

ایڈیٹر :- جناب حکیم اقبال حسن صاحب یزدانی

پتہ :- ادارہ پیغام صحت دہمپاز دواخانہ۔

سلامت محلہ موہنی روڈ لاہور

جناب حکیم اقبال حسن صاحب طبی صحافت کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ ان کی ادارت میں پہلے ماہنامہ "اسرار حکمت" نکلتا تھا۔ چند در چند وجوہات سے اس کو بند کر دینا پڑا اب نئے نام سے ایک اور ماہنامہ جاری کر دیا گیا ہے جو بالکل اپنے گزشتہ ماہنامے کے نقش قدم پر رواں دواں ہے۔ ممکن ہے ان کی یہ روش ان کے خریداروں کو پسند ہے یعنی مافوق عادات مضامین اور مجربات کے عجیب و غریب نمونے نظر آتے ہیں۔ جو واقعی پڑھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ البتہ علمی اور فنی دنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں فرنگی شفاء والملک سے بہت ڈرتے ہیں۔ ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے اگر ان کا احساس کمتری ختم ہو جائے۔ تو وہ آدمی بڑے کام کے ہیں۔

○

بقیہ اشارات

ذہن نشین کرانا اور اس کے تحت تشخیص و علاج اور ادویات کے متعلق باہمی تبادلہ خیالات کرنا اور تبلیغ و اشاعت اور ممبر سازی کے لئے مفید اور صحت بخش تجویزیں اختیار کرنا۔ اطباء کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے۔ اگر فرنگی ڈاکٹروں پر فوقیت اور کامیابی حاصل ہوگی۔ اور فرنگی ڈاکٹروں کو یہ تاکید کریں کہ غلط طریقہ علاج چھوڑ کر ملک و قوم اور طب و فن کی صحیح خدمات کریں۔ یقین رکھیں وہ تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ اس علم و فن سے واقف نہیں ہیں جن سے آپ لوگ واقف ہیں اور آپ ان تمام باتوں سے واقف ہیں۔ جن سے دیگر اطباء اور فرنگی ڈاکٹر واقف ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو دن دگنی اور رات چوگنی کامیابی ہوگی۔ کیوں کہ آپ کے پاس صحیح علم و فن اور نورانی حق و صداقت ہے دوسرے معالج آپ کے ساتھ شریک ہوں گے۔ لیکن آپ کا کوئی ممبر آپ سے جدا نہیں ہوگا۔ یہی حق و باطل کا معیار ہے۔ (صابر ملتانی)

اشاعت خاص

تحقیقات فارکوپیا

ایک ایسی بے نظیر تحقیقاتی اور علمی کتاب جس کا جواب سائنسی دنیا پیش نہیں کر سکتی گویا طبی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب ہے۔ در اصل یہ کتاب فرنگی طب کو زبردست چیلنج ہے۔ اس میں فارماکوپیا پر تحقیقات پیش کی گئی ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ طب قدیم کا فارماکوپیا صحیح اور فطرتی قوانین کے مطابق ہے۔ جس کو نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس فرنگی فارماکوپیا غلط اور قوانین فطرت کے مطابق نہیں ہے۔ اس کتاب میں جو مجربات پیش کئے گئے ہیں ان کا مقابلہ فرنگی طب اور ڈاکٹری نہیں کر سکتی۔ اس میں تجدید طب پاکستان کا راز ہے

قیمت :- سات روپے (۷)

ملنے کا پتہ :-

ناصر شکیل منیجر ماہنامہ رجسٹرڈ جرمن فرسٹ فیض باغ لاہور

پرنٹر پبلشر حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی نے پاکستان پرنٹنگ پریس میکلوڈ روڈ لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

April, 1963 Regd. L. No. 7282

The Monthly REGISTRATION FRONT, Lahore

ہمارا چیلنج

ذیل کے حقائق کو غلط ثابت کرنے والوں کے لئے ہمارا چیلنج ہے۔

(۱) یہ سمجھنا قطعاً غلط ہے۔ کہ مغربی طب (ڈاکٹری) طب یونانی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ البتہ ڈاکٹری اب تک یونانی سے مخزون سے

(۲) ایسا خیال بھی درست نہیں کہ دونوں طریق علاج ایک ہی قانون کے تحت کام کرتے ہیں اور دونوں کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے۔ ایسا والے دونوں طریق علاج سے نا واقف ہیں۔

(۳) یہ تصور بالکل بے بنیاد ہے کہ یونانی طب "قدیم" کا لفظ صرف زبانی امتیاز اور فضیلت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جہاں تک قوانین اور افادیت کا تعلق ہے وہ آج بھی قانون فطرت کے مطابق ہیں۔

(۴) یہ عقیدہ بھی بالکل بے اصل ہے کہ یونانی طب کے قوانین تشخیص خواص الادویہ اور طریق علاج وغیرہ میں مغربی طب کے ذریعے اصلاح اور تجدید کی

اغراض و مقاصد

۱ - یونانی طب کی فوقیت مغربی طب (ڈاکٹری) پر نمایاں طور پر واضح کرنا۔

۲ - ماڈرن سائنس کی روشنی میں مغربی طب کو عملی طریق پر غلط طریق علاج ثابت کرنا

۳ - ملکی ادویات کی خوبیوں کو بیان کرنا اور استعمال کی تحریک دینا مغربی طب کی ادویات کے نقصانات کو ظاہر کرنا

۴ - عوام کو مغربی طریق علاج (ڈاکٹری) کی خرابیوں سے آگاہ کرنا۔

۵ - یونانی طب کی غلط قیادت اور بے عمل جماعتوں کو ختم کرنا۔

۶ - ملک بھر میں فری شفاخانے اور صحیح تعلیم کے لئے بہترین علمی اور طبی درسگاہوں کا قیام عمل میں لانا۔

۷ - رجسٹریشن میں یونانی طب اور اطبا کے وہی حقوق حاصل کرنا جو مغربی طب اور ڈاکٹروں کو حاصل ہیں۔

۸ - یونانی طب کا صحیح علم رکھنے والے اطبا کو ملک بھر میں پھیلانا جو مغربی طب کے غلط اصولوں کے پورے طور پر واقف

۹ - حکومت والیان ریاست۔ رؤسا اور امرا کو یونانی طب سے روشناس کرا کے انہیں اس فن کی سرپرستی۔ امداد اور ہمدردی

۱۰ - یونانی طب کے قوانین کے تحت اس میں ضرورت کے مطابق اصلاح اور تجدید کرنا۔

نوٹ:- فیس ممبری پانچ روپے ادا کرنا ہوگی۔ کوئی ماہانہ چندہ نہیں لیا جائیگا۔ البتہ جو لوگ فن کی خدمت کیلئے اگر کچھ اعانت کر
- ساتھ قبول کی جائیگی فیس ممبری حاصل کرنے والے کو باقاعدہ رسید حاصل کرنی چاہئے۔ کیونکہ یہ رسید نگران اعلیٰ ڈاکٹر صابر ملتانی کی خدمت میں روانہ کی
ان فیس ممبری پہنچ جانے پر ہر ممبر کو ایک سند ممبری دیجائیگی جسکے بعد وہ اس رجسٹریشن فرنٹ کا باقاعدہ ممبر تسلیم ہوگا۔ وہ ہر قسم کے حقوق کا مستحق

Printed at the Pakistan Printing Works, Lahore